باب الفتاوی

سوال:۔ بندہ نے آج سے تقریباً بیس سال پہلے اپنی ہمشیرہ کا نکاح اپنے ایک عزیز سے کیا۔ نکاح کے وقت میرا عزیز بالغ تھا جب کہ میری ہمشیرہ نابالغہ تھی تقریباً تیسری جماعت کی طالبہ تھی، لہذا قبول بھی میں نے کیا اور دعا خیر کر دی۔ وقت گزرتا گیا اب میری ہمشیرہ ایف اے کر چکی ہے آگے بھی تعلیم جاری ہے عاقلہ بالغہ ہے۔ جونہی میری ہمشیرہ نے ہوش سنبھالی تو اس نے میری بیوی کو کہا کہ بھائی جان نے میرے بارہ میں جو فیصلہ کیا ہے وہ غلط ہے میں اس طرح نہیں چاہتی میری والدہ سے بھی اس نے اسی طرح کہا۔ میری بیوی نے مجھے صورت حال سے آگاہ کیا تو میں بہت پریشان ہوا۔

میرا ضمیر اور دل نہیں چاہتا کہ میں اپنی ہمشیرہ کے ساتھ زیادتی کروں۔

مندرجہ بالا صورت حال کے پیش نظر بندہ نے اپنے عزیزوں سے معذرت بھی کر دی ہے اور وہ مجھے پریشان کرنے کی دھمکیاں بھی دیتے ہیں۔ جب کہ آئینی طور پر نکاح درج نہیں ہوا صرف دعا خیر ہی تھی۔ مندرجہ بالا صورت حال کے پیش نظر قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کیا میں آگے دوسری جگہ پر (اپنی ہمشیرہ کی رضامندی سے) شادی کر سکتا ہوں یا نہیں۔

الجواب بعون الوهاب

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى اله و اصحابه اجمعين امابعد

مسئلہ نکاح میں خاوند بیوی کی رضامندی ضروری ہے۔ کیونکہ انہوں نے مل

کر زندگی بسر کرنا ہوتی ہے اس لئے نکاح میں جبر کرنا ہرگز جائز نہیں بلکہ نکاح میں لڑکی کی رضامندی کو احادیث صحیحہ میں ضروری قرار دیا گیا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عن ابی هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتنكح الايم حتى تستأمر ولاالبكر حتى تستاذن۔۔ الحديث (متفق عليه)

کہ نبی ﷺ نے فرمایا نہ نکاح کیا جائے شوہر دیدہ کا حتیٰ کہ اس سے مشورہ کیا جائے اور نہ ہی نکاح کیا جائے کنواری لڑکی کا حتیٰ کہ اس سے اجازت طلب کی جائے۔

تو اس لئے نکاح میں عورت کی رضامندی کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ اور اس بارہ میں جبر واکراہ ہرگز درست نہیں۔

اور صورت مسئولہ میں جب لڑکی کی شادی کی گئی اس وقت وہ صاحب الرائے نہ تھی اور جب وہ سن شعور کو پہنچی تو اس نے اس شادی سے ناپسندیدگی کا اظہار کر دیا ہے اور اس لڑکی کو سمجھانے کے باوجود وہ رضامند نہ ہو تو اسے فسخ نکاح کا حق حاصل ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے

عن ابن عباس رضى الله عنهما قال ان جارية أتت رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرت ان اباها زوّجها وهى كارهة فخيرها النبى صلى الله عليه وسلم۔ (رواه ابوداود بحواله مشكوٰة المصابيح جلد دوم ص۱۰۔ مع تنقيح الرواة)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک لڑکی آئی اور اس نے کہا کہ میرے باپ نے میری شادی کی ہے اور میں اسے ناپسند کرتی ہوں تو آپ ﷺ نے اسے اختیار دے دیا۔ یعنی اگر چاہے تو اس نکاح

کو قبول کرتے ہوئے اس خاوند کے ساتھ زندگی بسر کرے اور اگر چاہے تو اسے ترک کرتے ہوئے دوسری جگہ شادی کر لے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ولی کو جبر نہیں کرنا چاہیئے اور اگر بالفرض ایسا کردے تو لڑکی کو اختیار ہوتا ہے۔ چنانچہ اس حدیث کی شرح میں ہے کہ

قال ابن القطان حديث ابن عباس صحيح والحديث يدل على تحريم اجبار الاب لابنته البكر على النكاح وغيره من الاولياء بالاولى

امام ابن قطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما والی حدیث صحیح ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ والد کو لڑکی کے نکاح میں جبر کرنا جائز نہیں اور باپ کے علاوہ دیگر اولیاء کیلئے بالاولی جبر کرنا درست نہیں۔ (تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوۃ الربع الثالث ص ۱۰) اور حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین دھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"جب باپ اپنی لڑکی کا نکاح کسی شخص سے کردے اور لڑکی اس نکاح سے راضی نہ ہو تو اس لڑکی کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہے لڑکی بالغہ ہو یا نابالغہ باپ نے اس کا نکاح کفو سے کیا ہو یا غیر کفو سے لڑکی کا اس نکاح سے کارھۃ اور ناراض ہونا ہی علت ہے فسخ نکاح کے حاصل ہونے کی جیسا کہ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث مذکور ہے (فتاوی نذیریہ جلد دوم ص ۸۸)

صورت مسئولہ میں لڑکی کا اپنے بھائی کے کیئے ہوئے نکاح کو ناپسند کرنا واضح ہے چنانچہ مذکورہ احادیث کی روشنی میں لڑکی کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہے۔

مگر یاد رہے فسخ کرنا عدالت کا حق ہے اور اگرچہ نکاح نامہ درج نہیں ہوا پھر

بھی گواہان وغیرہ کے ذریعہ عدالت میں مدعو کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ فسخ نکاح (جس کا شرعاً لڑکی کو حق ہے) عدالت سے کروایا جائے اور عدالت کو بھی چاہیئے کہ تحقیق واقعہ پر لڑکی کو تنسیخ نکاح کی ڈگری جاری کر دے۔ اس کے بعد جہاں چاہیں رضامندی سے شادی کر دیں۔

هذا ما عندنا والله تعالى اعلم بالصواب۔

بقیہ :۔ مطالعہ قرآن

ہوتا ہے۔ مربی و معلم بددل ہوتے ہیں اور اس عمل میں نشاط و حرکت کا عمل مفقود ہو جاتا ہے تعلیم و تربیت کا معیار تنزل و انحطاط سے دوچار ہو جاتا ہے۔ اور معاشرہ بگاڑ و فساد کی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔

بقیہ :۔ لغات الحدیث

۲۔ لايجوز فيه اتجروا بالادغام لان الهمزة لاتدغم فى التاء لانه من الاجر لامن التجارة۔ (تاج العروس۳/۷)

۳۔ وان صح فيها يتجر فيكون من التجارة لامن الاجر۔ (النهايه۱/۲۵)

۴۔ صاحب "المفصل نے باب افتعال کے فاء کلمہ کے ہمزہ کو تاء بنا کرتائے افتعال میں ادغام کو غلط قرار دیا ہے۔ (بحوالہ تحفۃ الاحوذی ۱/۱۲۵) (باقی آئندہ)